© rasailojaraid.com

جدید معاملات

مروجہ ہنڈی کاروبار کا شرعی جائزہ

مفتی نعمت اللہ حقانی

رئیس دار الافتاء انجمن تعلیم القرآن

پراچہ ٹاؤن راولپنڈی روڈ کوہاٹ

س: ہنڈی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

س (ب) ہنڈی اگر درجہ ذیل طریقہ سے کی جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سعودی عرب میں جہاں پر ریال کی سرکاری قیمت معلوم ہوتی ہے۔ ہنڈی والے وہاں سے ریال کی قیمت پاکستانی روپے کے حساب سے معلوم کر لیتے ہے۔ مثلاً ریال سے پاکستانی سولہ/۱۶ اور روپے نوے/۹۰ پیسے کا خرید لیتے ہیں۔ اور اس حساب سے جتنے پاکستان روپے بنتے ہیں۔ وہ اس بھیجنے والے کے گھر والوں کو یہاں پاکستان میں مل جاتے ہیں۔ بقول ہنڈی والوں کے، یہ دس/۱۰ پیسے ریال کا کم لینا دُکان کا کرایہ اور ٹیلی فون کا خرچہ ہوتا ہے۔ شاید ٹیلی فون اور دُکان کے خرچے سے کبھی یہ زیادہ بھی ہو جاتے ہوں۔ لیکن ہنڈی والے پھر ان ریالوں کو سٹاک ایکسچینج میں فروخت کرتے ہیں۔ جس میں نفع بھی ہو جاتا ہے۔

جب ریال کی قیمت زیادہ ہو جائے۔ اور کبھی نقصان بھی ہو جاتا ہے۔ جب ریال کی قیمت کم ہو جائے۔ یعنی نفع اور نقصان دونوں کا احتمال ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت نمبر ۱: اگر بینک کے ذریعہ بھیجنے میں بھی سود دینا پڑتا ہے تو اس کے متبادل سادہ اور بے غبار جائز صورت یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا آدمی مل جائے جو معتمد بھی ہو اور جس ملک میں بھیجنا چاہتا ہے وہاں کوئی شخص اس کا معتبر ہو اس کے ذریعے بھیج دے اس طرح پر کہ یہ آدمی اس ملک میں جا کر یہ رسید دکھلا کر اس سے اپنی رقم لے لے؟ پس اس صورت میں اگر ان دونوں نے کوئی پیسہ نہیں لیا جب تو ان کا یہ تبرع ہے اور اس طرح یہ معاملہ شرعاً بلا ریب درست ہے۔

صورت نمبر ۲: مذکورہ صورت میں اگر رسید اور وثیقہ دینے والے کچھ پیسے اپنے لئے بھی لے لے تو اس کو اس تحریر کرنے کی اجرت قرار دے کر جائز کیا جائے گا اور جس کے پاس یہ رسید اور وثیقہ رقم دینے کے لئے بھیجا گیا اگر وہ شخص اس پہلے شخص کا نائب یا وکیل ہے جب تو اس کے لئے حکم شرعی یہ ہوگا کہ وہ بغیر ادا نہیں کر دیتا ہے تو یہ پیسہ لینا رشوت ہے۔ اور رشوت کا حکم یہ ہے کہ مجبوری کی وجہ سے دینے والا گنہگار نہ ہوگا صرف لینے والا گناہ گار ہوگا۔

صورت نمبر ۳: اور اگر یہ شخص رسید بھیجنے والا نائب یا وکیل نہ ہو تو پھر حکم شرعی یہ ہوگا کہ اگر اس کو یہ رقم دینے میں کچھ عمل کرنا پڑتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو وہ اجرت قرار دے کر لے سکتا ہے یہاں تک اس معاملے کا تعلق ہنڈی سے نہیں ہوگا۔

چونکہ یہ طریقہ کار خطرہ سے بچنے کے لئے کیا جاتا ہے اس لئے جب اجرت وغیرہ لے دیکر کیا جائے تو سفتجہ (ہنڈی) کا معاملہ ہو کر کراہت سفتجۃ آجائے گی۔

صورت نمبر۴: اس میں مہاجنوں کے ہنڈی کا ہے اس لئے کہ ہنڈی عموماً مہاجنوں کے درمیان چلتی ہے تقریباً ہر مہاجن کا تعلق لین دین کا دور تک کے مہاجنوں سے ہوتا ہے۔ اور ان کو جب کسی گاہک کو رقم دینی پڑتی ہے تو وہ اس گاہک کے قریبی مہاجن کے لئے ایک تحریر بطور سند لکھ کر دے دیتے ہیں یا بھیج دیتے ہیں کہ یہ رقم فلاں مہاجن سے وصول کر لو۔ جب وہ تحریر اس مہاجن کو پہنچتی ہے تو وہ اول مہاجن سے اس کی تحقیق کرتا ہے اگر مستحق کی حوالہ کرتا ہے۔ اور مہاجنوں کا طریقہ ان کے اپنے مقصد سے اور سہولت کی غرض سے ہوتا ہے جس کا تعلق اسی مستحق کی رقم سے ہوتا ہے اس لئے یہ فیصلہ کاٹی ہوئی رقم بلاشبہ سود (ربوا) بن جاتی ہے اور اس طرح یہ معاملہ ناجائز ہو جاتا ہے۔

پس اگر کوئی شخص یا ادارہ مہاجنوں کی طرح رقم کا فیصد لیکر/ پشت پر کاروبار کرنے لگے گا۔ تو اس کا یہ معاملہ مہاجنوں کی ہنڈی کی معاملہ کی طرح ناجائز شمار ہو جائے گا۔

ظاہر ہے کہ صورت مسئولہ کا تعلق اسی ناجائز نوعیت کی صورت کی طرح ہے لہٰذا اس شخص کے لئے یہ کٹوتی ناجائز ہے بعینہٖ یہ فیصد کی کٹوتی ہے اس لئے کہ ریال کی قیمت معلوم سولہ روپے پاکستانی معلوم ہے اب اسی قیمت معلوم میں کمی بیشی سود (ربوا) ہے خواہ یہ کٹوتی دکان کے کرایہ یا ٹیلیفون بل کے تمام بل کے نام سے کیوں نہ ہو نام بدلنے سے حقیقت میں تبدیل نہیں آتی۔

مافی الفتح نقلاً عن کفایة البیهقی : سفا تج التجار مکروهة ثم قال الا ان یقرض مطلقاً ثم یکتب السفتجه فلا بأس به کذا روی عن ابن عباس نے الا تری انه لو قضاه بأحسن فماله علیه لا یکره اذا لم یکن شروطاً . قالو انما یحل ذالک عند عدم الشرط اذالم یکن فیه عرف فظاهر فان کان یعرف ان ذالک یفعل لذالک فلا اه

(فتح القدیر :۴۵۲/۵ شارع محمد علی مصر) مثله فی الا علاء النسنن: ۴۹۴/۱۴. ادارة القرآن . کراتشی)

۲۔ اس کے علاوہ ہنڈی کا یہ طریقہ قانون حکومت کے خلاف ہے تو یہ قانونی چوری ہوگی، اگر اس میں پکڑا جائے تو عزت وابرو، مال سب کی بربادی ہوگی۔ اور ان سب چیزوں کا بچانا شرعاً واجب ہے جبکہ ہنڈی کے ذریعے سے بھیجنا سود سے خالی نہیں۔ اور اگر کسی حیلہ سے سود سے بچ جائیں تو بھی بیش از بیش ہنڈی سے بھیجنا مباح وجائز رہے گا جبکہ مال وعزت، آبرو کی بچانا واجب ہے اور مباح حکم کے مقابلہ میں واجب کو چھوڑنا درست نہیں رہتا اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی۔ (نظام الفتاوی ج۔۱/۲۹۹)

اس کے علاوہ اگر سود نہ بھی دینا پڑے تو یہ عقد بیع مع الشرط ہونے کی وجہ سے عقد فاسد ہے۔ شرط یہ ہے کہ سعودی عرب میں ریال قرض دے کر پاکستان میں پاکستانی رقم کی واپسی کی شرط لگا کر مقرض نے اسقاط خطرا لطریق کا نفع حاصل کیا لہٰذا یہ کل قرض جر نفعاً (ہر وہ قرض جو نفع کو کھینچے) سود ہو کر ناجائز رہے گا۔ کذافی احسن الفتاویٰ (۱۰۵/۷)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وضاحت: سفتجہ مکروہ کا مصداق:

فقہاء نے جس سفتجہ کے متعلق کراہت کا حکم لکھا ہے وہ یہ صورت ہے کہ قرض سے اسقاط خطرا لطریق مقصود ہو، تو اگر کسی قرض میں یہ مقصود نہ ہو۔ بلکہ صرف دوسرے مقام تک ایصال مقصود ہو تو یہ سفتجہ مکروہ میں داخل نہیں ہے۔ اگر چہ یہ سقوط خطرا لطریق کو مستلزم ہے مگر مقصود اور لازم میں فرق ہے، چنانچہ مقامی قرض میں بھی حفظ مال کا نفع لازم ہے۔ ''معہذا اس کو کل قرض جر نفعاً'' میں داخل کر کے حرام نہیں قرار دیا جاتا۔ (احسن الفتاویٰ من مواقع شتیٰ: ۱۰۴/۷)

عصر حاضر کا معروف فقیہ، دکتور وھبۃ الزحیلی نے بھی اسی بات کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ موصوف! ارقام فرماتے ہیں قولہ:

السفاتج: جمع سفتجة: وهي الورقه : وهي ان يدفع امرؤ الیٰ تاجر سلفاً قرضاً ليدفعه الیٰ صديقه فی بلد آخر ليستفيد بهٖ سقوط خطر الطريق وهذا مكروه تحزيماً عند الحنيفةؒ: لأنه ی الحقيقة قرض استفادبه المقرض امن خطر الطريق وهو لوع من النفع المستفاد علیٰ حساب القرض ، وقد نهیٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن قرض جر نفعاً : فكر اهة هذا التصرف ناشئة عما اذا كان امن خطرالطريق شروطاً : فا ذا تم القرض دون ان يشترط المقرض فی عقد القرض دفع المال فی بلد آخر بحوالة ونحوها . جاز القرض. ويجوزا يضاً اذا دفع المال اليه اما نةً تسليمها فی بلادآخر (راجع)الفقه الاسلامی دادلته ۱۷۸/۵/ بيروت ، لبنان وفی الا علاء السنن :قال الشيخ العلامة ظفراحمدعثمانی بعد نقل الا ثار المروية حول كراهة السفتجة (قوله و دلالته علیٰ كراهة السفتجة اذاكانت شروطة فی القرض ظاهرة،وان اقرضه بغير شرط و كتب له سفتجا جاز. فا طلاق القدوری كراهتها مقيد بما اذا كانت مشروطة، قال محشی فی ردالهدايه، نقلاً عن الدرالمختار " وردالمحتار جلد ۱۴/۷/۴۹۷ :ادارةالقران: كراشی.

وفی فتح القدير وفی الفتاویٰ الصغریٰ وغيرها ان كان السفتج مشروطاً فی القرض فهو حرام ،والقرض بهذا الشرط فاسد ولولم يكن مشروطاً جاز وصورة الشرط مافی الواقعات رجل اقرض رجلاً مالاً علیٰ ان يكتب له بهٖ الیٰ بلا كذا فانه لا يجوز وان اقر ضه بغير شرط و كتب جاز. وكذالو قال : كتب الیٰ سفتجه الیٰ موضع كذا علیٰ ان اعطيك هنا فلا خير فيه . واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم وعلمه اتم

كتبه

نعمت اللّٰه حقانی

۲۵/۰۳/۲۰۰۸ يوم الا ثنين

دارالافتاء جامعه انجمن تعليم القرآن پراچه ٹاؤن پنڈی روڈ کوہاٹ

© rasailojaraid.com